ذ

ذات پات

اسلامیہ کالج کے اساتذہ اور طلبہ کے ایڈریس کے جواب میں یکم اپریل 1944ء کو ''ذات پات'' کے امتیاز کو مٹانے پر زور دیتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

''میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ ذات پات کے امتیاز کو مٹایا جائے، اور جس لعنت سے پیغمبر اسلام ﷺ نے نجات دلائی تھی اس میں دوبارہ پھنسنے کی کوشش نہ کی جائے۔''

ذات پات کا مسئلہ

قائداعظم محمد علی جناح نے 19 مارچ 1944ء کو پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور کی سالانہ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں ذات پات کے مسئلہ پر شدید نکتہ چینی کی۔

قائداعظم محمد علی جناح نے نعروں کی گونج میں اعلان کیا:

''اسلام مختلف ذاتوں میں کسی قسم کی تمیز اور امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا، اور رسول مقبول ﷺ نے ذات پات کی تمیز کو مٹا کر عرب میں عربوں میں قومی اتحاد برپا کر دیا تھا، اور آپ ﷺ نے اس بنیاد کو اس مضبوطی سے قائم کیا کہ وہ انہیں عرب کی سرحدوں سے اتنی دور لے گئی کہ وہ ہسپانیہ اور فرانس کے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔''

قائداعظم محمد علی جناح ذات پات کی لعنت کو ختم کر دینا چاہتے تھے، جس نے مسلم ہند کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا تھا۔ انہوں نے کہا:

''میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کسی کو ان طریقوں سے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کی اجازت نہیں دے گی۔ ہماری جڑ بنیاد اسلام ہے، حتیٰ کہ شیعہ سنی کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ہم ایک ہیں اور ایک قوم کی حیثیت سے ہی ہمیں قدم سے قدم ملا کر چلنا ہوگا۔ صرف اسی صورت میں ہم پاکستان کو برقرار رکھ سکیں گے۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے اعلان کیا:

''ذات پات کا طریقہ ہی ہند کی غلامی کا اصل ذمہ دار ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے ان لوگوں کو خبردار کیا جو ان ہتھکنڈوں کو استعمال کر رہے ہیں۔

8 ستمبر 1945ء کو عیدالفطر کے موقع پر کراچی سے تمام مسلمانانِ ہند کے نام، مسلمانانِ ہند من حیث القوم، اور ہر مسلمان کو فرداً فرداً امن، مسرت اور خوشحالی کی دعاؤں کے ساتھ عید کی مبارکباد دیتے ہوئے درج ذیل پیغام دیا:

''ماہ رمضان المبارک جو سخت قسم کی قیود، روزہ نماز، کڑی پابندیاں عائد کرتا ہے۔ ابھی ابھی تمام ہوا اور آپ اس میں سے صبر و تحمل اور اعتماد کے ساتھ سرخرو ہو کر نکلے۔ صبح عید نے جس کے آپ ذوق و شوق سے منتظر تھے، تمام مسلمان گھرانوں میں مسرت و شادمانی کی روشن اور شاندار کرنیں بکھیر دی ہیں۔

ماہِ رمضان میں ہم سب کے لیے ایک عظیم سبق پنہاں ہے۔
فی نفسہٖ یہ ایک عظیم ادارہ ہے۔ یہ مسلمانوں کو یہ سبق دیتا ہے کہ مسرت اور کامیابی اور کسی فریضے کی تکمیل مشکلات، محنت اور صعوبت کے بغیر نہیں ہوسکتی، اور یہ کہ ہم قربانیاں دیے بنا اپنے مقاصد حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم خود کس طرح اپنی خواہشات، بھوک اور حرص و ہوس پر قابو پا سکتے ہیں، اور کس طرح ان چیزوں کی مزاحمت کر سکتے ہیں، جو اخلاقی طور پر غلط اور ناپسندیدہ ہیں۔ یہ ارفع ترین نظم وضبط ہے، بغیر کسی لچک کے اور بالخصوص ہم مسلمانانِ ہند ماہِ رمضان کے دوران جو سخت نظم طے کیا گیا ہے، اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔
آپ کے لیے میرے گزشتہ پیامِ عید سے اب تک دنیا اور ہند میں زبردست تبدیلیاں آئی ہیں۔ انسانی تاریخ کی سب سے زیادہ خون آشام جنگ اختتام کو پہنچی۔ میں امید کرتا ہوں کہ جمہوریت اور عدل واقعات کی قوتیں امن وامان سے آئیں گی، اور حقیقی معنوں میں کامیاب وکامران ٹھہریں گی۔ مسرت کے اس موقع پر گزشتہ بار جب میں آپ سے مخاطب ہوا تھا، اس وقت سے اب تک مسلمانوں اور مسلم لیگ نے زبردست ترقی کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لیگ مضبوط سے مضبوط تر ہوکر آگے بڑھ رہی ہے اور یہ کہ مسلم ذہن زیادہ سے زیادہ راہیں اور ذرائع تلاش کرنے پر مرتکز ہے، اور انہوں نے قومی تعمیر کے کاموں کا، جیسے معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی آغاز کر دیا ہے۔ یہ کم اہم بات نہیں ہے کہ ہمارا وطن پاکستان صنعتی تعمیرِ نو کے راستوں پر گامزن ہے۔''

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:
''ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام صرف مذہبی اور اخلاقی امور تک محدود نہیں ہیں۔ گبن کے بقول: ''اطلانتک سے گنگا تک قرآن کو ایک بنیادی ضابطے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، نہ صرف دینیات کے اعتبار سے بلکہ سول اور فوجداری ضابطوں اور ایسے قوانین کے لحاظ سے جو بنی نوع انسان کے افعال اور املاک پر اللہ تعالیٰ کے غیر مبدل قوانین کے طور پر محیط ہے۔ جہلاء کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا عام ضابطہ حیات ہے۔ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی، فوجداری ضابطہ ہے۔ رسوم مذہب ہی سے متعلق نہیں بلکہ روزانہ زندگی سے متعلق بھی، روح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک، حقوق العباد سے لے کر فردِ واحد کے حقوق تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک، اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک، ہمارے رسول ﷺ نے لازماً قرار دیا کہ ہر مسلمان کے پاس قرآن کریم کا ایک نسخہ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنی رہنمائی خود کر سکے۔ لہٰذا اسلام محض روحانی عقائد اور نظریات یا رسم و رواج کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور پورے مسلم معاشرے پر محیط ہے، زندگی کے ہر شعبے پر من حیث المجموع اور انفرادی طور پر جاری وساری ہے۔''
قائداعظم محمد علی جناح نے مزید فرمایا:
''ہم یقین رکھتے ہیں کہ حق خود ارادیت مسلمانوں کا پیدائشی حق ہے، اور ہم نے قطعی طور پر یہ طے کر لیا ہے کہ آزادی کے حصول اور وقار اور خودداری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے اس عظیم برعظیم کے مسئلہ کا

ایک ہی حل ہے کہ ہمیں اپنے اوطان یعنی ان تمام صوبوں میں جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ پاکستان قائم کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ ہند کے شمال مغربی اور شمال مشرقی منطقوں میں۔اس کے معنی ہیں ہندو اور مسلمان دونوں کی آزادی، بعینہ ہندوؤں کی باقی ماندہ ہند میں یہی صورت حال ہوگی، جس سے انہیں اس برعظیم کا تین چوتھائی حصہ مل جائے گا۔ مزید برآں ہند کا بہترین حصہ۔''

سندھ صوبائی مسلم لیگ کونسل سے 23 فروری 1947ء کو کراچی میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم محمد علی جناح نے قوم پر زور دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نقشِ پا......اسوۂ حسنہ ﷺ کی پیروی کریں۔قائداعظم محمد علی جناح نے کہا:

''اگرچہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے نکاتی پروگرام وضع کیا جاچکا ہے، تاہم یہ کافی نہیں ہے۔ہم ابھی خود کو اس کٹھن کام کے لیے غیر تیار پاتے ہیں جو ہمارا منتظر ہے۔ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ابھی ہمیں کافی فاصلہ طے کرنا ہے۔ہمیں (اپنی صفوں میں) اتحاد، نظم، ضبط اور یقین محکم پیدا کرنا ہے۔ ہماری عوام تعلیم یافتہ اور منظم ہونی چاہئیں، تب ہی ہم صحیح معنوں میں ایک عظیم قوم بن سکیں گے اور اقوام عالم میں ایک باوقار مقام حاصل کرسکیں گے۔ ہم آپ بہت کچھ کر سکتے ہیں، اور اس سے بہت زیادہ حاصل کر سکتے ہیں، بشرطیکہ ہم اس راہ سے انحراف نہ کرلیں، جو عظیم ترین پیغمبر ﷺ نے ہمارے لیے متعین کی تھی۔آپ کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہم دنیا میں اپنا مقام صرف اس وجہ سے کھو بیٹھے کہ ہم نے کسی نہ کسی وجہ سے آپ ﷺ کے نقشِ پا پر چلنا چھوڑ دیا۔''

(اے پی آئی اور رینٹ پریس آف انڈیا، دی پاکستان ٹائمز 25 فروری 1947ء)

ذات پات کا بندھن

(دیکھئے: ہندو غلبہ)

ذاتی کتب خانہ

بیسویں صدی کے آغاز کے ساتھ ساتھ نوجوان محنتی اور جفاکش بیرسٹر محمد علی جناح کے حالات میں تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ وکیل کی حیثیت سے دور دور تک مشہور ہوجانے اور آمدنی میں اضافہ کے بعد انہوں نے اپالو ہوٹل کی سکونت ترک کردی اور اپالو بندر پر ایک شاندار فلیٹ کرائے پر لے لیا۔ انہوں نے فلیٹ کو بڑی خوش ذوقی کے ساتھ آراستہ کیا، اور اس کے لیے خاص قسم کا فرنیچر بنوایا۔

اس فلیٹ میں قائداعظم محمد علی جناح نے ایک ذاتی کتب خانہ بھی قائم کیا، جس میں ہر موضوع پر بہترین کتابیں جمع کی گئی تھیں۔

ان کے اس آراستہ مکان کو چند برسوں بعد بڑی اہمیت حاصل ہوگئی، اور ایک طرح سے بمبئی کی شہری زندگی کا مرکز بن گیا۔

ذاتی مفاد

(دیکھئے: ووٹ)

ذخائر اور وسائل

26 ستمبر 1947ء کو ولیکا ٹیکسٹائل ملز کے افتتاح کے موقع پر اپنے خطاب میں قائداعظم محمد علی جناح نے کہا:

''اگر پاکستان کو دنیا کی اسٹیج پر اپنے حصے کا کردار ادا کرنا ہے، جو اس کے رقبے، آبادی اور وسائل کے شایان شان ہو تو اسے زراعت کے ساتھ ساتھ صنعت کو بھی ترقی دینی ہوگی، اور اپنی معیشت کی بنیاد صنعت پر رکھنی ہوگی، اپنی مملکت کو صنعتی بنانے سے ضروریات

زندگی کے لیے دوسرے ملکوں کی محتاجی کم ہو جائے گی ،لوگوں کو روزگار کے زیادہ مواقع فراہم ہوں گے، اور مملکت کے وسائل میں بھی اضافہ ہوگا۔ قدرت نے ہمیں صنعت کے لیے خام مواد کے بے پناہ ذخائر عطا کیے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ان ذخائر اور وسائل کو مملکت اور عوام کی بہبود کے لیے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائیں۔''

ذخیرہ شمس الحسن

(دیکھئے، شمس الحسن، سید)

ذرائع ابلاغ

قائداعظم محمد علی جناح بمبئی میں قیام کے دوران گجراتی وطن اور ڈان کا مطالعہ کرتے تھے۔ قائداعظم محمد علی جناح چونکہ یورپ کے تعلیم یافتہ تھے۔ اس لیے وہ میڈیا اور اس کے جتنے ذرائع تھے ان کی اہمیت سے ابتداء ہی سے آگاہ تھے۔ وہ جانتے تھے ذرائع ابلاغ کو یورپ اور امریکہ کی طرح ترقی پذیر مشرقی ممالک میں بھی حکومت کا چوتھا ستون سمجھا جاتا ہے، حکومت کی پالیسیاں بنانے اور تبدیل کرنے میں خاص طور پر جمہوری ممالک میں ذرائع ابلاغ کا بہت بڑا ہاتھ رہا ہے۔

وہ اپنے ہم وطنوں پر بھی اس کی اہمیت کو واضح کرتے رہے، انہوں نے ''ڈان'' اور ''پاکستان ٹائمز'' کی طرح دیگر اخبارات اور جرائد کو جو پیغامات بھیجے وہ اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ وہ ذرائع ابلاغ کو کتنا اہم سمجھتے تھے۔

دنیا پہلے سے کہیں زیادہ وسیع اور گنجان آباد ہوگئی ہے، اور جمہوریت کی ترویج کی طرح لوگوں کو اپنے اور دوسروں کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی پیدا ہوتی جارہی ہے۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی تیز رفتاری سے لوگوں میں ذرائع ابلاغ میں دلچسپی بڑھتی رہی ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح چاہتے تھے کہ ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ اردو اور دیگر مقامی زبانوں میں اخبارات ہوں، وہ مسلم لیگ کے حامی اخبارات کی اشاعت پر زور دیتے رہے تا کہ ملک کا انگریزی خواں طبقہ بھی لیگ کی تحریک سے آگاہ رہے۔ اخبارات کو ان کی تاسیس اور سالگروں پر ان کی فرمائش پر اکثر پیغامات بھیجا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ کالجز اور یونیورسٹیوں کے جرائد تک بھی پھیلا ہوا تھا۔

ابتداء ہی سے ان کی کوشش تھی کہ مسلمانوں کا اپنا پریس ہونا چاہئے تا کہ وہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کے خلاف غیر مسلم اخبارات کے بے جا الزامات اور پروپیگنڈے کا مقابلہ کرسکیں۔ وہ ہمیشہ سے متعدد اخبارات و جرائد کو مضامین اور پیغامات سے نوازتے رہے۔

انگریزی اخبارات کی طرح اردو اخبارات بھی ان کی مدد سے فیض یاب ہوتے رہے۔ علاوہ دیگر اخبارات اور جرائد کے منشور، ہمدرد، جنگ، انجام، نوائے وقت، زمیندار قابل ذکر ہیں۔

قائداعظم محمد علی جناح میڈیا کی اہمیت سے ہمیشہ آگاہ اور اس کی آزادی کے علمبردار رہے۔ انہوں نے ہمیشہ سچائی اور حق گوئی کی حمایت کی۔ خواہ وہ تحریر کی صورت میں ہو یا تقریر کی شکل میں۔

مشہور انگریز صحافی مسٹر بی جی ہارنمین (B.G. Harniman) ہندوستان میں انگریزی صحافت سے مدت دراز تک وابستہ رہے۔ خاص طور پر 1933ء سے 1945ء تک Bombay Sentinal کے ایڈیٹر کی حیثیت سے ان پر ہندوستان کی آزادی کی صحافت میں بغاوت کا مقدمہ چلایا گیا۔ اس مقدمہ میں خاندان کی طرف سے وکیل کی حیثیت سے قائداعظم محمد علی جناح عدالت میں پیش ہوئے، اور ان کے دلائل کی وجہ سے عدالت کو ہارنمین کو مقدمہ سے بری کرنا

پڑا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے ہمیشہ صحافت کی اہمیت پر زور دیا۔انہی کے ایماء پر انگریزی کا مشہور اخبار ''ڈان'' نکالا گیا۔ قائداعظم محمد علی جناح خود بھی انگریزی اخبارات میں لکھتے رہے، اور ان کے بیانات دیگر زبانوں کی طرح انگریزی اور اردو اخبارات کی زینت بنتے رہے۔

قائداعظم محمد علی جناح نے تحریک پاکستان کے سلسلہ میں انگریزی اور اردو کے متعدد اخبارات کو خوش آمدید کے پیغامات ارسال کیے، اور وہ ہمیشہ آزادی صحافت پر زور دیتے رہے۔ آزادی صحافت اور حق گوئی کو قائداعظم کتنی اہمیت دیتے تھے۔ اس کا اندازہ ایک اور واقعہ سے بھی ہوسکتا ہے جس کا ذکر عزیز بیگ نے اپنی تصنیف (Jinnah and His Times) میں کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

''1945ء میں صوبہ سرحد میں مسلم لیگ کی وزارت توڑ دی گئی، لندن کے ایک پندرہ روزہ جریدے ''لائٹ'' نے لکھا کہ یہ وزارت بدعنوانی کی وجہ سے توڑی گئی۔''

قائداعظم محمد علی جناح کے سیکرٹری عزیز بیگ سے کہا گیا:

''قائداعظم چاہتے ہیں کہ اس خبر کو ''ڈان'' میں بھی چھاپا جائے۔''

عزیز بیگ ڈان کے اسسٹنٹ ایڈیٹر تھے۔عزیز بیگ نے سوچا:

''ڈان مسلم لیگ کا ترجمان ہے، اس خبر کا چھپنا مسلم لیگ کی رسوائی کا باعث بنے گا۔''

چنانچہ وہ اسے اخبار میں شائع کرنے پر متذبذب تھے۔ انہوں نے ٹیلی فون پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔

قائداعظم محمد علی جناح نے فرمایا:

''یہ خبر ''ڈان'' میں ضرور چھاپی جائے۔''

یہ تھا حق گوئی اور اخبارات کی Integrity کے بارے میں قائداعظم کا معیار۔

قائداعظم محمد علی جناح نہ صرف ہمیشہ سے ذرائع ابلاغ کی اہمیت کے قائل رہے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے تھے کہ ایک صحافی کو ہمیشہ سچ بولنا چاہئے، اور اخبارات کو سرکاری سرپرستی سے آزاد ہونا چاہئے۔

ذکی الدین، ڈاکٹر

قائداعظم محمد علی جناح جب علی گڑھ تشریف لائے تو انہوں نے فنڈ کے لیے اپیل کی۔ اپیل کے جواب میں ڈاکٹر ذکی الدین نے اپنی تمام ٹرافیاں اور طلائی تمغے قائداعظم محمد علی جناح کو فنڈ میں دے دیے۔

ذکی الدین 23 فروری 1909ء کو بہار کے شہر آرہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد چوہدری صفی الدین کا شمار آرہ کے معززین میں ہوتا تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی قصبے میں مکمل کی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کے لیے پٹنہ کا ارادہ کیا۔ تکمیل کے بعد علی گڑھ چلے گئے اور ایم ایس سی آنرز اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں لیں۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے بون (جرمنی) چلے گئے اور ڈی فل کی ڈگری کے لیے Spectra of Molecules کے نام سے مقالہ پیش کیا۔علاوہ ازیں دی رائل سوسائٹی مانڈ (Mond) اور College Lub کیمبرج یونیورسٹی سے بھی اپنی تعلیمی قابلیت میں اضافہ کیا اور 3 بار طلائی تمغے حاصل کیے جن میں

International Fellowship of Humbold Found

اور کیمبرج یونیورسٹی رائل یونیورسٹی کے وظائف قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر ذکی الدین کو لارڈ ردرفورڈ، پروفیسر ایچ کیسر، سرجے

جے تھامسن، پروفیسر ڈیراک، سرکا کرافٹ اور سی وی رامن کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔1936ء میں آل انڈیا سائنس کانفرنس میں سر ڈاکٹر شانتی سروپ بھٹنا گرنے اپنے صدارتی خطبے میں ڈاکٹر ذکی الدین کوخراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ میں Low Temperature Physics پرلیکچر دیے۔

بلکہ ان کی تحقیقات برلن، نیویارک،لندن اور ہندوستان میں بھی شائع ہوئیں۔نوبل پرائز یافتہ جرمن سائنس دان جے فرینک نے اپنی کتاب Molekul Spectre Und Ihre میں ڈاکٹر ذکی الدین کی تحقیقات کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام مصروفیات کے باوجود ڈاکٹر ذکی الدین نے تحریک پاکستان میں بھی بھر پور حصہ لیا۔ انہوں نے سائنس اکیڈمی کے قیام کے لیے بھی قائداعظم محمد علی جناح کو سفارشات پیش کیں۔

ڈاکٹر ذکی الدین انتہا کی سادہ زندگی بسر کرتے رہے اور جب 1944ء میں چھٹیاں گزارنے اپنے وطن آگرہ آئے تو علالت کی حالت میں یکم اپریل 1944ء کوانتقال کیا۔

ذوالفقارعلی خان،نواب سر

20 مارچ 1927ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے جن تیس سربرآوردہ اور مختلف الخیال مسلمان رہنماؤں کی دہلی کے ویسٹرن ہوٹل میں کانفرنس بلائی اس میں نواب ذوالفقارعلی خان بھی موجود تھے۔ وہ مالیر کوٹلہ کے خوانین میں سے تھے۔ ذوالفقارعلی خان 1873ء میں پیدا ہوئے انگلستان میں تعلیم مکمل کی۔1905ء میں امپیریل کونسل کے رکن بنے۔ایسٹ اینڈ ویسٹ کے مدیر رہے۔ 1910ء میں پٹیالہ میں وزیراعظم رہے۔ سبکدوش ہونے کے بعد لاہور آ گئے اور انجمن حمایت اسلام کے کاموں میں بھر پور حصہ لیتے رہے۔سائمن کمیشن کی امداد کے لیے مرکزی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل جو کمیٹی قائم ہوئی۔ اس کے رکن تھے اور سر عبداللہ المامون سہروردی سے مل کر اختلافی نوٹ لکھا جو مسلماوں کے مطالبات کی ایک اہم دستاویز ہے۔خرابی صحت کی بنا پر ڈیرہ دون چلے گئے۔ جہاں 26 مئی 1933ء کووفات پائی۔

ذہن اور قلم کی طاقت

قائداعظم محمد علی جناح نے 30اکتوبر 1947 کو اپنے نشری بیان لاہور میں کہا:

”یہ حقیقت اظہرمن الشمس ہے کہ ہم نے پاکستان حاصل کرلیا ہے، اور وہ بھی کسی خونیں جنگ کے بغیر عملی طور پر امن کے ساتھ، اخلاقی اور ذہنی قوت کے بل پر اور قلم کی طاقت کی مدد سے جو تلوار کی طاقت سے کچھ کم نہیں ہے، اور یوں ہم نے ثابت کردکھایا ہے، ہم سچے اور ہمارا مقصد بھی سچا۔

پاکستان اب ایک قطعی اوراٹل چیز ہے۔اسے کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ سچ یہ ہے کہ اس برصغیر کے انتہائی پیچیدہ آئینی مسئلے کا باعزت،منصفانہ اور عملی حل قیام پاکستان کے سوااور کوئی نہ تھا۔“